بارھواں باب

شبینہ پڑھنا ثواب ھے

ہمیشہ سے صالح مسلمانوں کا دستور ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں شبینہ کرتے ہیں کبھی ایک رات میں کبھی دو میں، کبھی تین راتوں میں پورا قرآن شریف تراویح میں ختم کرتے ہیں۔بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ رمضان کے علاوہ بھی روزانہ ایک قرآن شریف پڑھ لیتے تھے یہ سب کچھ جائز اور ثواب ہے۔بشرطیکہ اتنی جلدی نہ پڑھے کہ حروف قرآن درست ادا نہ ہوں۔نہ سستی اور کسل سے پڑھے۔مگر غیر مقلد وہابی اسے بھی حرام کہتے ہیں۔رات بھر سینما دیکھنے والوں کو برا نہیں کہتے۔مگر تمام رات قرآن پڑھنے والوں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ان پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں۔پہلی فصل میں شبینہ کا ثبوت، دوسری فصل میں اس پر اعتراضات و جوابات۔

پہلی فصل

شبینہ کا ثبوت

ایک شب میں قرآن ختم کرنا باعث ثواب ہے اس کا ثبوت قرآن وحدیث وعقل بلکہ خود وہابیوں کی کتابوں سے ہے دلائل ملاحظہ ہوں:

(۱) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

یٰآیھا المزمل o قم الیل الا قلیلا o نصفہٗ او انقص منہ قلیلا o اوزد علیہ ورتل القراٰن ترتیلا o (مزمل ۱:۴)

ترجمہ: اے چادر اوڑھنے والے محبوب رات بھر قیام فرماؤ سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کردیا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

اس آیت کریمہ میں حضور کو قریباً تمام رات نماز پڑھنے کا حکم دیا اور شروع اسلام میں رات بھر عبادت کرنا فرض تھا۔کچھ تھوڑا آرام کے لئے رکھا گیا تھا۔پھر ایک سال کے بعد یہ فرضیت منسوخ ہوگئی مگر استحباب اب بھی باقی ہے۔

اب جو شخص شبینہ میں تمام رات جاگے بہت کم سوئے۔ وہ اس آیت پر عامل ہے۔ مگر چاہئے یہ کہ شبینہ وہ پڑھے جو قرآن صحیح پڑھ سکے۔ جیسا ترتیل کے حکم سے معلوم ہو رہا ہے۔

(۲) حدیث مسلم و بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت کی۔ جس میں نماز خسوف کا ذکر ہے۔ اس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

فقام قیاما طویلا نحوا من قراء ۃ سورۃ البقرۃo

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کی نماز میں بہت دراز قیام فرمایا قریباً سورہ بقرہ کی بقدر۔

معلوم ہوا کہ حضور نے گرہن کی نماز میں سورۃ بقر یعنی اڑھائی پارہ کی۔ برابر قراءت کی شبینہ میں فی رکعت ڈیڑھ پارہ آتا ہے۔ جب ایک رکعت میں اڑھائی پارہ پڑھنا ثابت ہے۔ تو ڈیڑھ پارہ پڑھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

(۳) حدیث ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حضور کی نماز تہجد کے متعلق ایک بہت دراز حدیث نقل فرمائی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

فصلّٰی اربع رکعات قرء فیھن البقرۃ و آل عمران و النساء و المائدۃ و الانعامo

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد میں چار رکعت پڑھیں۔ جن میں سورۃ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ اور انعام پڑھیں۔

دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی چار رکعتوں میں قریباً آٹھ پارے پڑھے یعنی فی رکعت قریباً دو پارے۔ شبینہ میں ہر رکعت میں اتنی قراءت نہیں ہوتی۔ ڈیڑھ پارہ فی رکعت ہوتا ہے تو یہ کیوں حرام ہوگا۔

(۴) حدیث مسلم و بخاری نے حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی تورمت قد ماہ فقیل لہٗ لم تصنع ھذا و قد غفرلك ماتقدم من ذنبك و ما تاخر قال افلا اکون عبدا شکوراo

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شب میں اتنا قیام فرمایا کہ قدم مبارک پرورم آ گیا تو عرض کیا گیا کہ آپ ایسی مشقت کیوں کرتے ہیں کہ آپ کی بدولت آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے تو فرمایا کہ کیا میں بندہ شکر گزار نہ بنوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادات میں مشقت اٹھانا سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اگر کسی شبینہ میں

کسی مومن کے پاؤں پرورم آجاوے تو اس خوش نصیب کو یہ سنت نصیب ہوئی۔ وہابیوں کو خود تو عبادت کی توفیق نہیں ملتی دوسروں کو بھی عبادت سے روکتے ہیں۔

(۵) حدیث طحاوی شریف نے حضرت ابن سیرین سے روایت کی:

قال کان تمیم الداری یحیی اللیل کلہٗ بالقراٰن کلہٖ فی رکعۃo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضرت تمیم داری تمام رات جاگتے تھے اور ایک رکعت میں سارا قرآن شریف پڑھتے تھے۔

شبینہ میں تو بیس رکعت تراویح میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے۔ حضرت تمیم داری صحابی رسول تو ایک رکعت میں سارا قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔

(۶) حدیث طحاوی شریف نے حضرت اسحاق ابن سعید سے روایت کی:

عن ابیہ عن عبداللہ ابن الزبیر انہٗ قرء القرآن فی رکعۃo

ترجمہ: وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر نے ایک رکعت میں سارا قرآن شریف پڑھا۔

(۷) حدیث ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عثمان ابن عبدالرحمٰن تیمی سے روایت کی:

قال لی ابی اغلبن اللیلۃ علی المقام فلما صلیت العتمۃ تخلصت الی المقام حتیٰ قمت فیہ فبینا انا قائم اذا رجل وضع یدہٗ بین کتفی فاذا ھو عثمان ابن عفان فبدا بام القرآن فقرء حتیٰ ختم القرآن فرکع وسجد ثم اخذ نعلیہ فلا ادری اصلّٰی قبل ذالک شیأا ام لاo

ترجمہ: مجھ سے میرے والد نے فرمایا کہ آج تمام رات مقام ابراہیم پر جاگوں گا۔ جب میں نماز عشاء پڑھ چکا۔ تو مقام ابراہیم پر پہنچا۔ میں کھڑا ہی ہوا تھا کہ اچانک ایک صاحب نے میری پشت پر ہاتھ رکھا۔ وہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے آپ نے سورۂ فاتحہ سے قرآن شروع کیا۔ بس پڑھتے رہے یہاں تک کہ ختم کرلیا۔ پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا پھر اپنے نعلین شریف اٹھائے۔ یہ مجھے خبر نہیں کہ اس سے پہلے نماز پڑھی یا نہیں۔

(۸) حدیث ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی:

كان اسود يختم القرآن فى رمضان فى كل ليلتين وكان ينام بين المغرب والعشآءo

ترجمہ: کہ حضرت اسود رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں ہر دو رات میں ایک قرآن ختم فرماتے تھے اور مغرب وعشاء کے درمیان سوتے تھے۔

(۹) حدیث طحاوی شریف نے حضرت حماد سے روایت کی:

عن سعيد ابن جبير انهٗ قرء القرآن فى ركعة فى البيتo

ترجمہ: حضرت سعید ابن جبیر صحابی نے بیت اللہ شریف میں ایک رکعت میں سارا قرآن شریف پڑھا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اکثر رات جاگنا، نماز پڑھنا، روزانہ قیام فرمانا حتیٰ کہ پاؤں پر ورم آجاوے۔ ایک رکعت میں اڑھائی پارے پڑھنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایک رات میں دو رات بلکہ ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھنا سنت صحابہ ہے۔ جو شبینہ کو حرام یا شرک یا فسق کہے وہ نرا جاہل ہے۔

(۱۰) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب تلاوت القرآن میں صفحہ ۶۱۵ پر صحابہ کرام کا دستور اس طرح بیان فرمایا:

فختمهٗ جماعة فى يوم وليلة مرة وآخرون مرتين واٰخرون ثلٰث مرات وختمهٗ فى ركعة من لا يحصون كثرةo

ترجمہ: ایک جماعت نے دن رات میں ایک ختم کیا۔ ایک نے دوبار، بعض نے تین بار اور ایک رکعت میں قرآن پڑھنے والے تو بیشمار ہیں۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ شبینہ عبادت ہو نہ کہ حرام، کیونکہ عبادت کا ثواب بقدر مشقت ملتا ہے۔ گرمیوں کے روزے، تلوار کا جہاد، مشقت کے حج پر ثواب ملے گا، عذاب نہ ہوگا۔ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مسلمان رب کی رضا کے لئے تمام رات نماز بھی پڑھے۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرے اور بجائے ثواب کے عذاب پائے۔ قرآن کے ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ہیں تو تعجب ہے کہ سارے قرآن پڑھنے پر بجائے نیکیوں کے الٹا عذاب ہو۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور معجزہ تھوڑی دیر میں ساری زبور شریف پڑھ لیتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو اگر ایک شب میں قرآن پڑھنے پر عذاب ہوتا ہو تو پھر نعوذ باللہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام بقول وہابی پوری زبور پڑھنے پر گنہگار ہوتے ہوں گے۔ رب تعالیٰ سمجھ دے۔

لطیفہ: وہابیوں نے اپنی کتاب ارواح ثلثہ میں اپنے بانی مذہب مولوی اسماعیل صاحب کے فضائل بیان

کرتے ہوئے لکھا کہ مولوی اسماعیل صاحب عصر سے مغرب تک قرآن کریم ختم کر لیتے تھے لوگوں نے خود ان سے اتنی دیر میں سارا قرآن سنا۔ اب میں وہابیوں سے پوچھتا ہوں کہ تم ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اس لئے لعن طعن کرتے اور ان کی جناب میں گالیاں بکتے ہو کہ وہ جناب ماہ رمضان میں روزانہ دن کو ایک قرآن شریف اور شب کو ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ بولو تمہارے اسماعیل تو عصر سے مغرب تک ایک قرآن ختم کر لیتے تھے۔ وہ بھی اسی لعن طعن کے مستحق ہیں یا نہیں۔ وہ بھی فاسق وفاجر ہوئے یا نہیں یا تمہارا امام جو کرے وہ مباح ہے، جواب دو۔

دوسری فصل

شبینہ پر اعتراضات و جوابات

شبینہ کے متعلق ہم وہ اعتراضات بھی نقل کرتے ہیں جو غیر مقلد وہابی کرتے ہیں اور وہ اعتراضات بھی بیان کرتے ہیں جو آج تک ان کے سوجھے نہیں۔ ہم ان کی وکالت میں عرض کرتے ہیں مع جوابات کے۔ رب تعالیٰ قبول فرمائے۔

اعتراض ۱: قرآن کریم فرماتا ہے:

ورتل القرآن ترتیلا o (مزمل:۴)

ترجمہ: قرآن شریف کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرو۔

اور ظاہر ہے کہ جب ہر رکعت میں ڈیڑھ پارہ پڑھ کر سارا قرآن ایک رات میں ختم کیا جاوے گا تو حافظ کو بہت تیز پڑھنا پڑے گا جس سے سوائے یعلمون، تعلمون سمجھ میں نہ آوے گا۔ لہٰذا شبینہ پڑھنا حکم قرآن کے خلاف ہے۔

جواب: اس اعتراض کے دو جواب ہیں: ایک یہ کہ تمہارے بانی مذہب مولوی اسماعیل دہلوی عصر سے مغرب تک پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ بتاؤ وہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے یا یعلمون، تعلمون۔ وہ حرام کے مرتکب تھے یا نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام بہت جلد ساری زبور پڑھ لیتے تھے۔ حضرت عثمان غنی، تمیم داری، عبداللہ ابن زبیر وغیرہ ہم اکابر صحابہ نے ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھا ہے۔ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی ایک رکعت میں دو پارے اور نماز خسوف میں ایک رکعت میں اڑھائی پارے تلاوت فرماتے تھے جن کے حوالے پہلی فصل میں گزر گئے۔ کیا آپ کا یہ اعتراض ان ہستیوں پر بھی جاری ہوگا۔ اگر نہیں تو کیوں؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے بعض کو قوت لسانی ایسی بخشی ہے کہ وہ بہت تیز پڑھ کر بھی صاف اور واضح پڑھ سکتے ہیں۔بعض میں یہ قوت نہیں۔وہ اگر تیز پڑھیں تو صرف **یعلمون، تعلمون** ہی سمجھ میں آوے گا۔شبینہ صرف پہلی قسم کے حفاظ پڑھیں دوسری قسم کے حفاظ ہرگز نہ پڑھیں۔اس آیت کریمہ کا یہ ہی منشا ہے۔آیت کریمہ اپنی جگہ حق ہے اور حضور ﷺ اور ان بزرگ صحابہ کرام کا عمل شریف جنھوں نے ایک رکعت میں بہت دراز تلاوت کی، اپنی جگہ حق ہے۔

اعتراض ۲: حدیث ترمذی، ابوداؤد، دارمی نے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے روایت کی (مشکوٰۃ باب تلاوت القرآن)

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یفقه من قرء القراٰن فی اقل من ثلٰثo

ترجمہ: بیشک فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو تین دن سے کم میں قرآن پڑھے، وہ قرآن نہ سمجھے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین دن سے کم میں پورا قرآن ہرگز نہ پڑھنا چاہئے کیونکہ پھر قرآن سمجھ میں نہ آوے گا۔لہٰذا شبینہ بالکل منع ہے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے تم تو تین شب کا بھی حرام کہتے ہو اور اس حدیث میں اس کی اجازت آ گئی۔دوسرے یہ کہ تمہارے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی عصر سے مغرب تک قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔وہ بھی اس زد میں آ جاتے ہیں۔ان کی صفائی پیش کرو۔جو تمہارا جواب ہے وہ ہی ہمارا۔

تیسرے یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اس حدیث میں عام لوگوں کی حالت بیان فرمائی کہ علی العموم حفاظ اگر ایک یا دو دن میں ختم قرآن کریں تو سمجھ نہ سکیں گے۔بعض بندے جو اس پر قادر ہیں وہ اس حکم سے علیحدہ ہیں۔جیسے حضرت عثمان وغیرہم صحابہ کرام ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔اسی لئے اس حدیث کی شرح میں مرقات ولمعات شریف میں ہے کہ بعض بزرگ ایک دن و رات میں تین ختم کرتے تھے۔بعض حضرات آٹھ ختم فرما لیتے تھے اور شیخ ابو مدین مغربی ایک دن رات میں ستر ہزار قرآن پڑھ لیتے تھے۔انہوں نے ایک دفعہ حجر اسود چوم کر دروازہ کعبہ پر آتے آتے ختم قرآن کر لیا۔اور لوگوں نے حرف بحرف سنا۔(مرقات جلد دوم صفحہ ۲۱۲ باب تلاوت القرآن میں ہے)

والحق ان ذالك تختلف باشخاصo

ترجمہ: حق یہ ہے کہ یہ حکم مختلف لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔

اعتراض ۳: حدیث مسلم و بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے طویل حدیث نقل فرمائی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

واقرا فی کل سبع لیال ولا تزد علٰی ذالکo (مشکوٰۃ صوم تطوع)

ترجمہ: ہر ہفتہ میں ایک قرآن ختم کرو۔اس پر زیادہ نہ کرو۔

دیکھو حضرت عبداللہ ابن عمرو نے حضور سے جلد ختم کرنے کی اجازت مانگی۔حضور نے اولاً تو حکم دیا کہ ایک ماہ میں ایک ختم کرو۔اصرار کرنے پر ارشاد ہوا کہ ایک ہفتہ سے کم میں قرآن ختم نہ کرنا چاہیئے،لہٰذا شبینہ منع ہے۔

جواب: سرکار کا یہ جواب سیدنا عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما کی حالت کے لحاظ سے ہے۔وہ ایک دورات میں ختم کرنے پر صاف نہ پڑھ سکتے ہوں گے۔یا یہاں دائمی تلاوت کا ذکر ہے کہ اگر روزانہ ہر انسان ایک ختم کیا کرے تو دنیاوی کاروبار معطل ہو جاویں گے۔اگر سال میں ایک آدھ دن میں قرآن ختم کیا جاوے تو کوئی حرج نہیں۔جن صحابہ نے ایک ایک رکعت میں ایک ایک قرآن پڑھا ہے انہیں یہ حدیث معلوم تھی۔پھر بھی ایک رکعت میں ختم کرتے تھے۔

اعتراض ۴: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک دورات میں پورا قرآن نہ پڑھا لہٰذا شبینہ بدعت ہے اور بدعت سے بچنا چاہیئے:

جواب: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شب میں پورا قرآن نہ پڑھنا دو وجہ سے ہے:

ایک یہ کہ آپ کی اول حیات شریف میں پورا قرآن اترا ہی نہ تھا وفات سے کچھ پہلے قرآن کے تکمیل ہوئی لہٰذا وہاں ختم قرآن کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسرے یہ کہ آپ نے اپنی امت پر رحم فرمایا،تا کہ شبینہ پڑھنا ان پر ضروری سنت نہ ہو جائے۔پھر صحابہ نے شبینہ پڑھا،جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح ہمیشہ نہ پڑھی،پھر صحابہ نے با قاعدہ جماعت سے پڑھی۔(شبینہ سنت صحابہ ہے) جس پر عمل کرنے سے انشاء اللہ وہ ہی ثواب ملے گا،جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے سے ملتا ہے۔سنت صحابہ کو بدعت کہہ کر منع کرنا وہابیوں کو ہی سجتا ہے ہم اہل سنت یہ نہیں کہہ سکتے۔

اعتراض ۵: آج کل شبینہ کا یہ حال ہے،کہ حافظ تلاوت کر رہا ہے،مقتدیوں میں کوئی سو رہا ہے،کوئی اونگھ رہا ہے، کوئی سست بیٹھا ہے۔اس میں قرآن کریم کی بے ادبی ہے اس لئے شبینہ بند ہو جانا چاہیئے:

جواب: یہ محض جھوٹا الزام ہے،شبینہ میں بعض لوگ با قاعدہ شبینہ سننے آتے ہیں وہ کھڑے ہو کر خوب شوق سے سنتے ہیں۔بعض محض شبینہ دیکھنے آتے ہیں وہ لیٹے بیٹھے رہتے ہیں،جس میں کوئی حرج نہیں،قرآن سننا فرض کفایہ ہے، بعض کا سننا کافی ہے اور اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ سارے مسلمان سستی سے سنتے ہیں تو کوشش کر کے سستی دور کرو،شبینہ بند نہ کرو،آج کل شادی بیاہ میں بہت گناہ کئے جاتے ہیں،ناچ تماشے،باجے آتش بازی سب ہی کچھ ہوتی

ہے۔ برائے مہربانی نکاح بند نہ کرو، بلکہ ان چیزوں کو روکنے کی کوشش کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کعبہ شریف میں بت تھے، تو حضور نے کعبہ نہ ڈھایا بلکہ جب رب نے قوت دی، تب بتوں کو نکال دیا، اگر مسجد میں کتا گھس جاوے تو مسجد کو نہ گراؤ کتے کو نکالو۔ اگر چارپائی میں کھٹمل کپڑوں یا سر کے بالوں میں جوئیں ہو جاویں، تو یہ کیڑے ماردو، چارپائی یا کپڑے یا بالوں کو آگ نہ لگادو، وہابیوں کا یہ عجیب قاعدہ ہے کہ عبادتوں سے خرابیاں دور کرنے کی بجائے خود عبادت کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ لوگ اسی قسم کے بہانوں سے سارے امور خیر کو روکتے ہیں۔ جیسے میلاد شریف، ختم بزرگان وغیرہ۔ اگر سنی بھائیوں نے ہمارا یہ جواب یاد رکھا، تو انشاء اللہ وہابیوں کے فتنوں سے بچے رہیں گے۔ ہم نے شبینہ کے مسئلہ پر قدرے تفصیل سے گفتگو اس لئے کر دی کہ آج کل عام طور پر سے وہابی اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، جہاں رمضان شریف میں کسی جگہ شبینہ کا اہتمام ہوا جھٹ دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں نے حرام و شرک کے فتوے جڑے۔